(غلام گردش)

امن کے پودے

جب سیاست دان روایت اور پیسے کی ہوس کا شکار ہوجائیں تو قدرت عام آدمیوں کو وہ جرات اور طاقت عطا کردیتی ہے کہ وہ نظام کو تبدیل کر دیتے ہیں۔عام آدمی ہی وہ موثر قوت ہے جو ہر ملک کا اصل خزانہ ہے!جس دن وہ معاملات کو سمجھ گیا،حالات خود بخود بہتری کی جانب روانہ ہوجائینگے۔کوئی بھی انہیں روک نہیں سکتا،کوئی بھی!پاکستان میں یہ ہوچکا ہے۔ایک بار نہیں!کئی بار!

ماتھائی اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ایک چھوٹے سے گاؤں "احیتی"(Ihithe) میں پیدا ہوئی۔1940 کا کینیا کیا ہوگا۔آپ چشم تصور سے اندازہ لگائیے تو جہالت،غربت اور تشدد کی آماجگاہ!وہ" کیکوبو"قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔اسکے گاؤں میں کسی قسم کا کوئی کام نہیں تھا۔اسکے والد نے گاؤں سے ہجرت کرنے کے بعد ایک انگریز کے زرعی فارم پر نوکری کرلی۔نوکری سے کم ازکم یہ خاندان اس قابل ہوگیا کہ دووقت کی روٹی نصیب ہو۔چھوٹی بچی کے طور پر "ماتھائی" کو پڑھنے کا شوق تھا۔اس نے سکول میں داخلہ لے لیا۔سکول کے بعد وہ کھیتوں میں مزدوری کرتی تھی۔اسکے پاس اتنے پیسے بھی نہیں ہوتے تھے کہ وہ جوتے خرید سکے۔وہ سکول سے لیکر کھیتوں تک یعنی ہر جگہ ننگے پیر جاتی تھی۔اسکو تعلیم حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ وہ اسکی غربت بھی اسے روک نہ پائی۔اس نے ایک کھیتولک سکول میں داخلہ لے لیا۔وہ بچوں کے ہاسٹل میں رہنا شروع ہوگئی۔اس سکول میں اس نے ایک اور چیز سیکھی کہ "خدا سے محبت کا اصل راستہ اسکے بندوں سے محبت کرنے کا ہے"۔اس نظریہ نے اس بچی کی زندگی بدل ڈالی۔مگر اسکو قطعاً علم نہیں تھا کہ وہ مستقبل میں کتنے عظیم اور بڑے کارنامے سرانجام دیگی۔وہ اپنے مشکل مستقبل سے بالکل لاعلم تھی!

کینیا اب آزادی کے نزدیک تھا۔امریکہ کے ایک امیر شخص اور سیاستدان جان۔ایف۔کنیڈی نے ایک سلسلہ شروع کیا۔اسکے بقول افریقہ کے غریب بچوں کو معیاری تعلیم کا اتنا ہی حق ہے جتنا عام امریکی کو!اس اچھوتی سکیم کے تحت ماتھائی کو کینسس(Kansas) میں ایک بہترین کالج میں پڑھنے کا موقعہ ملا۔اسکے شوق کو دیکھ کر اسے ایک پرائیویٹ ادارہ نے اتنے پیسے مہیا کیے کہ وہ پٹسبرگ یونیورسٹی (Pisttsburg University) سے ماحولیات میں ڈگری لے سکے۔ماحولیات سے محبت اور انسانوں کی خدمت اسکی روح کا حصہ بن چکی تھی۔امریکہ سے واپسی پر اسے کسی بھی یونیورسٹی میں نوکری نہ مل سکی۔ماتھائی کے بقول اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ایک عورت ہے اور اسکے قبائلی معاشرہ میں یہ چیز قابل قبول نہیں کہ کسی عورت کو مرد کے برابر حقوق دیے جائیں۔بہت مشکل سے جرمنی کے ایک پروفیسر "ہوف مین"(Hofmann) نے نیروبی میں اسے ایک ریسرچ اسسٹنٹ کی نوکری دیدی۔ماتھائی ایک غیر معمولی لڑکی تھی۔اس نے شہر میں ایک چھوٹی سی دکان کھول لی۔جہاں وہ اور اسکی بہنیں کام کرتی تھیں۔اسکی اہلیت کو دیکھ کر پروفیسر ہوف مین نے اسے جرمنی کی ایک بہترین یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کرنے میں بھرپور مدد کی۔وہ مشرقی افریقہ کی پہلی سیاہ فام عورت تھی جس نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

1972 میں اس نے نیروبی کی واحد یونیورسٹی میں پڑھانا شروع کردیا۔اس نے محسوس کیا کہ یونیورسٹی میں خواتین کو مردوں کے

برابر حقوق حاصل نہیں ہیں۔اس نے یونیورسٹی میں ایک "ٹریڈیونین" بناڈالی۔اسکا مقصد کام کرنے والی خواتین کیلیے حقوق حاصل کرنا تھا۔یونیورسٹی نے اسکے خلاف عدالت میں جانے کا فیصلہ کیا۔عدالت نے یونیورسٹی کی بات مان لی۔فیصلہ ماتھائی کے خلاف آیا۔مگراس عورت نے ہارنہ مانی۔اس نے یونیورسٹی میں ایساماحول پیدا کردیا کہ انتظامیہ نے مجبوراًاسکے تمام مطالبات تسلیم کرلیے۔تدریس کے ساتھ ساتھ اس نے ماحولی آلودگی کے خلاف مہم چلانے کا بھی فیصلہ کیا۔اسکے مطابق کینیا کا سب سے بڑامسئلہ آلودگی ہے۔اس وقت اسکے معاشرے میں اسکے نقصانات کا تصوراورشعورتک نہیں تھا۔اس نے نیروبی میں ماحولیات کاایک سینٹرقائم کیااوراقوام متحدہ کے ایک ذیلی ادارے سے ملکرانتہائی عرق ریزی سے اس مسئلہ پرکام کرنا شروع کردیا۔انسانی حقوق،اپنے ملک کی بہتری،نظام کی تبدیلی اورعام لوگوں کے مسائل حل کرنے کی سوچ اس عورت کااوڑھنا بچھونا بن گیا۔اس نے پوری زندگی ان کاموں کیلیے وقف کردی۔

سترکی دہائی میں کینیامیں الیکشن منعقدہوئے۔یہ انتہائی عجیب نوعیت کے الیکشن تھے۔امیدواراپنے ساتھ اپنے ووٹرلیکرآتا تھااورالیکشن دفترکے سامنے قطارمیں کھڑا ہوجاتا تھا۔ایک حکومتی ملازم دفترسے باہرنکلتا تھااوران لوگوں کی گنتی کرتا تھا۔اس الیکشن کانتیجہ حیرت انگیزتھا۔حکومت نے اپنے تمام امیدوارکامیاب قراردیے۔ماتھائی نے اس الیکشن کے نتائج تسلیم کرنے سے انکارکرڈالااورحکومت کے خلاف مہم جوئی شروع کردی۔

1971 میں اسکے شوہرنے "لنگاتا" (Langata) حلقہ سے الیکشن لڑا۔اسکی تمام مہم ماتھائی نے خودچلائی۔اسکاعوام سے رابطہ حددرجہ مضبوط ہوگیا۔اس نے نوجوانوں کاسب سے بڑامسئلہ یعنی "بے روزگاری" کوشدت سے محسوس کیا۔اسکے ذہن میں ایک اچھوتاخیال آیا۔اس نے ماحولیاتی آلودگی اوربے روزگاری میں ایک رابطہ پیداکرڈالا۔"Enviocare" کے نام سے اس نے ایک پروگرام ترتیب دیا۔اس پروگرام کامقصد ملک میں نوجوانوں کوپودے لگانے کا کام کروانا تھا۔جوجتنے پودے لگاتا تھا،اسکواتنے ہی پیسے مل جاتے تھے۔سب سے پہلے یہ کام " کرورا" (Karura) کے جنگل میں شروع کیا گیا۔یہ پروگرام صرف اس وجہ سے فیل ہوگیاکہ "ماتھائی" کے پاس مالی وسائل نہیں تھے۔اس ناکامی کے اندراسکی اصل کامیابی پوشیدہ تھی۔بین الاقوامی اداروں نے اسکے کام میں دلچسپی لینی شروع کردی۔

اس عورت نے زندگی میں اپناراستہ خودتلاش کرنے کافیصلہ کیا ہواتھا۔اس نے اپنے ملک کے سات ایسے لیڈرچنے جنھوں نے صحیح معنوں میں لوگوں کی خدمت کی تھی۔1977 میں اس نے ایک جلوس کی قیادت کی،جس میں ہزاروں لوگ موجود تھے۔اس نے نیروبی شہرکے نزدیک کاموکنجی(Kamu Kunji) پارک میں عام شہریوں سے سات پودے لگوائے۔ہرپودااس آدمی کی خدمات کااعتراف تھاجولوگوں کی خدمت کرتا تھا۔یہ نیروبی کی پہلی " گرین بیلٹ " تھی۔ان سات پودوں سے دنیا کی ایک عظیم تحریک شروع ہوئی جسکانام " گرین بیلٹ تحریک " تھا۔عورتوں کوترجیحی بنیادوں پرترغیب دی گئی کہ وہ اپنے گھروں کے گردواطراف میں پودے لگائیں۔ان تمام لوگوں کومعمولی سااعزازیہ بھی دیاجاتا تھا۔"ماتھائی "اب اپنے ملک میں خدمت کاایک عظیم نشان بن چکی تھی۔کینیامیں 1979 میں

ڈینیل موئی (Daniel Moi) ملک کا صدر بن گیا۔ وہ ایک روایتی سیاستدان تھا۔ لوگوں کے مسائل سے بے خبر اور کرپشن سے لبریز! اسکو ماتھائی میں ایک خطرناک سیاسی حریف نظر آیا۔ موئی نے ہر سطح پر ماتھائی کو بدنام اور خراب کرنے کی حکومتی مہم شروع کر دی۔

ماتھائی نے پارلیمنٹ کیلیے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ ریٹرنگ افسر نے حکومت کے حکم پر اسکے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیے۔ وہ عدالت میں چلی گئی۔ عدالت بھی ملک کے صدر کے سامنے بے بس تھی۔ عدالت نے بھی اسے الیکشن میں حصہ لینے کے حق سے محروم کر دیا۔ اس فیصلہ کے بعد ماتھائی کا یہ احساس اور بڑھ گیا کہ ملک میں انصاف، جمہوریت اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کا کوئی معیاری نظام موجود نہیں ہے۔ اس نے ان تمام احداف حاصل کرنے کیلیے ایک اجتماعی تحریک شروع کر دی۔

حکومت نے اسے یونیورسٹی کی نوکری سے برخواست کر دیا۔ جس سرکاری گھر میں وہ یونیورسٹی میں قیام پذیر تھی۔ رات کے اندھیرے میں سینکڑوں پولیس والوں نے زبردستی اس سے گھر خالی کروالیا۔ اسکے تمام دفاتر بند کر دیے گئے۔ ماتھائی نے ہار نہ مانی۔ وہ ایک معمولی سے کمرے میں منتقل ہوگئی۔ اس نے اپنی "گرین بیلٹ تحریک" جاری رکھی۔ ناروے حکومت نے اس کام میں اسکا ہاتھ تھام لیا۔ وہ لوگوں سے پودے لگوانے کے نہ صرف پیسے دینے لگی بلکہ اگر کوئی عورت یہ کام کرتی تھی تو اسکی حوصلہ افزائی کے لیے اسکے خاوند کو بھی معمولی سا اعزازیہ شروع کر دیا جاتا تھا۔ اس مہم میں اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں نے بھی مالی معاونت شروع کر دی۔ یہ تحریک بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ کیونکہ یہ لوگوں کے حقوق، جمہوریت، الیکشن میں شفافیت اور انسانی حقوق پر مرکوز تھی۔

صدر موئی نے طاقت سے اس مہم کو روکنے کی کوشش شروع کر دی۔ ماتھائی کو گرفتار کر لیا گیا۔ حکومت نے اسکو "پاگل عورت" کہنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے ماتھائی کی گرفتاری کے خلاف ہڑتالیں شروع کر دیں۔ غیر ملکی حکومتوں نے بھی صدر موئی پر دباؤ ڈالا کہ وہ طاقت کے استعمال سے گریز کرے۔ مجبوراً صدر موئی کو ماتھائی کو جیل سے رہا کرنا پڑا۔ پر اب وہ عورت جدوجہد کا نشان بن چکی تھی۔ اب "ماتھائی" کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ اپوزیشن آپس میں متحد نہیں ہے، اسلیے وہ حکومت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس نے اپوزیشن کی تمام سیاسی جماعتوں سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ اس نے 1992 کے الیکشن میں تمام حکومتی مخالف جماعتوں کا ایک پلیٹ فارم بنا دیا۔ مگر حکومتی وسائل اتنے زیادہ تھے کہ حکومتی جماعت کانو (Kanu) طاقت اور جبر کے استعمال سے دوبارہ جیت گئی۔ اس عورت کیلیے حکومتی سطح پر زندگی جہنم بنا دی گئی۔ اسے قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر اس نے ہار نہ مانی۔

اپوزیشن کو کمزور دیکھ کر حکومت نے نجکاری کا ایک بہت بڑا پروگرام شروع کر دیا۔ نیروبی کے نزدیک "کرورا جنگل" کو فروخت کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ وہاں ساٹھ منزلہ اپارٹمنٹ بلڈنگ اور گالف کورس بنانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ "ماتھائی" اپنے حمایتی پارلیمنٹ کے ممبران، اخباری نمائندوں اور لوگوں کے جم غفیر کے ساتھ اس جنگل میں منتقل ہوگئی۔ اس نے نجکاری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پولیس سے ہاتھا پائی میں وہ شدید زخمی ہوگئی۔ مگر اس نے احتجاج جاری رکھا۔ ماتھائی اب کینیا کی دیومالائی شخصیت بن چکی تھی۔ عوامی دباؤ کے تحت حکومت کو جنگل کی نجکاری کا پروگرام ختم کرنا پڑا۔

صدر موئی نے اپنے اقتدار کو بچانے کیلیے کینیا کے دو قبائل، کیکویوز (Kikuyus) اور کالنجنز (kalenjins) میں جنگ شروع

کروادی۔ وہ لوگوں میں ثابت کرنا چاہتا تھا کہ صرف اسکی حکومت ہی ملک میں استحکام پیدا کرسکتی ہے۔ ماتھائی نے ایک عجیب اور بہادری والی حرکت کی۔ جس علاقہ میں خوفناک قتل عام جاری تھا، وہ عام لوگوں کے ساتھ ان علاقوں میں منتقل ہوگئی۔ حکومت نے اسے بہت ڈرایا کہ اسے قتل کر دیا جائیگا۔ مگر ماتھائی نے وہاں لڑائی کو روکنے کیلیے دونوں قبائل کے سرداروں کو اکٹھا کیا۔ اس نے ان لوگوں سے قریبی جنگل میں پودے لگوانے شروع کردیے۔ ماتھائی نے ان پودوں کو "امن کے پودوں" کا نام دیدیا۔ اسکی یہ کوشش کامیاب ہوگئی اور کینیا میں اندورنی جنگ ختم ہوگئی۔

2002 کے الیکشن میں ماتھائی کی سیاسی پارٹی نے حکومت کو عبرتناک شکست دی۔ اسکو اپنے حلقے سے 98% ووٹ ملے۔ اس نے وزیراعظم بننے سے انکارکر دیا۔ اس نے اپنے لیے ماحولیات کی وزارت کا انتخاب کیا۔ وہ تمام لوگ، جنہوں نے دہائیاں اس پر بے پناہ مظالم کیے تھے، اسکے کردار پر گھٹیا ترین حملے کیے تھے، اس عظیم عورت نے ان تمام دشمنوں کو معاف کر دیا۔ 2004 میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں ننگے پیر پھرنے والی بچی کو "امن جمہوریت اور ترقی" کا نوبل پرائز دیا گیا۔

ہمارے ملک میں شدید اندرونی اختلافات ہیں! ہم اپنے ہی ملک میں اپنے شہریوں سے جنگ کر رہے ہیں۔ ہمارے لاکھوں لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ وہ سرکاری کیمپوں میں بے سروسامانی کی تصویر بن چکے ہیں! ہمارے شہروں میں ہر وقت دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔ روز نکلنے والا سورج اَن گنت اموات کی خبر لیکر طلوع ہوتا ہے! ہم ایک ایٹمی قوت ہیں! ہمارے پاس مضبوط ترین فوج ہے! ہمارے پاس ہر ادارہ موجود ہے! مگر ہمارے ملک میں "امن کے پودے" لگانے والا کوئی شخص موجود نہیں! جس دن وہ دیوانہ رہنما آ گیا، ملک میں خود بخود امن آ جائیگا! مجھے آج بھی یقین ہے کہ "امن کے پودے" لگ کر رہینگے!

راؤ منظر حیات

Dated:22-11-2014